تصریحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

○ پاکستان کی قومی زبان
○ اتحادِ ثلاثہ
○ ترجمان الحدیث

◎

چند روز پیشتر ملک کے معمر اور محترم سیاستدان جناب نورالامین مغربی پاکستان تشریف لائے اور انہوں نے مشرقی اور مغربی پاکستان کو قریب لانے اور پاکستان کے بقا اور اس کے تحفظ کے لیے کئی ایک عمدہ اور بہترین تجاویز پیش کیں۔

ان تجاویز میں ایک تجویز ایسی بھی تھی جس سے ہم نورالامین صاحب کے پورے احترام کے باوجود اتفاق نہیں کر سکتے، اور وہ تھی پاکستان کی قومی زبانوں کے بارہ میں۔

نورالامین صاحب نے فرمایا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کو قریب لانے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ بنگلہ کی تعلیم مغربی اور اردو کی تعلیم مشرقی پاکستان میں لازمی قرار دے دی جائے اور دونوں قومی زبانوں کے ملک کے مختلف حصوں میں نفاذ اور رواج کے لیے فوری اور عملی اقدامات کیے جائیں۔

ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ آج سے بہت عرصہ پیشتر ہمارے اس وقت کے اربابِ اختیار نے بنگلہ کو قومی زبان کی حیثیت دے دی تھی اور آج وہ بھی ہماری اسی سطح کی قومی زبان ہے جس سطح کی اردو لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک ہولناک اور تاریخی غلطی تھی اور اس غلطی ... [illegible]

میں ہمیں اس المیہ سے دوچار ہونا پڑا جس کی نظیر پاکستان کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ بلکہ شاید جس کی مثال پورے برصغیر کی اسلامی تاریخ میں نہ ہو۔ اس لیے کہ بنگلہ زبان کا قومی حیثیت سے اعتراف مشرقی پاکستان کی خود مختاری اور علیحدگی تسلیم کرنے کی طرف پہلا قدم تھا کہ ہم نے اس دن عملاً یہ مان لیا تھا کہ بنگال کے لوگ پاکستان کے دوسرے خطوں سے الگ ایک انفرادی مقام رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب قائدِ اعظم سے اس بارہ میں کہا گیا تو انہوں نے اس موضوع پر گفتگو سے ہی انکار کر دیا تھا اور اس پر اصرار کیا تھا کہ ایک پاکستان کی ایک ہی قومی زبان ہو گی اور وہ صرف اور صرف اردو ہے۔

ویسے بھی یہ بات قابل غور ہے کہ جب پاکستان میں شامل دوسرے چار صوبوں میں سے کسی ایک صوبے کی زبان کو قومی نہیں بنایا گیا تو پانچویں صوبے کی زبان کو یہ مقام دینے میں کیا تک تھی۔ جب کہ اردو ان میں سے کسی ایک بھی خطہ کی زبان نہیں بلکہ دوسو برس سے برصغیر کے تمام علاقوں اور خطوں کے مسلمانوں کی علمی اور ادبی زبان چلی آرہی تھی اور پاکستان کے تمام صوبوں کے لوگ یکساں طور پر اسے جانتے، پہچانتے اور مانتے تھے اور ہم یہ بات بلا خوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ اردو جاننے والے بنگالی مسلمانوں کی فیصد شرح کسی صورت بھی پنجابی، بلوچی، سندھی اور سرحدی مسلمانوں سے کم نہ تھی اور نہ ہے۔

ایسے عالم میں صرف علاقائی تعصب کی بنا پر بنگالی کو اردو کے مقابلہ میں لا کھڑا کرنا کسی حالت میں بھی دانشمندی کی بات نہ تھی اور آج جب کہ ہم اپنے ان خود کردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ایسی تمام غلطیوں کا نہ صرف یہ کہ اعادہ نہ کریں بلکہ ان کے فوری ازالہ کی کوشش کریں تاکہ دوبارہ ہمیں ان کے نتائج بد سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مشرقی پاکستان میں مغربی پاکستان کے بارہ میں اور زیادہ غلط فہمیاں پیدا ہوں گی ہم ان کی اس سوچ اور طرزِ فکر پر افسوس ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتے اس لیے کہ کسی غلط مفروضے اور غلط خدشے کی بنا پر حقائق کو تبدیل کرنا، حق کو

چھوڑنا اور باطل کو اپنانا کبھی بھی دانشمندی نہیں کہلا سکتا اس لیے کہ ہم جب یہ جانتے ہیں کہ اردو کسی بھی مغربی پاکستانی صوبے یا علاقے کی زبان نہیں تو پھر ہمیں اس غلط تصور کو غلط قرار دینے میں ہچکچاہٹ کیوں ہے ؟

ہم کیوں نہیں اپنے بنگالی بھائیوں کو یہ سمجھاتے کہ اردو کو مغربی پاکستانی زبان قرار دینے والے خود تمہارے اور تمہارے ملک کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے اسلاف کے اس علمی ورثے سے محروم کردیں جو خود تمہارے مسلمان اکابر نے اردو میں چھوڑا ہے اور تمہارا رشتہ اس تہذیب وثقافت سے پیوستہ رکھیں جو تمہارے دورِ علم کی نہیں بلکہ دورِ جاہلیت کی یادگار ہے اور جس پر ہندو اور بدھ مت کی گہری چھاپ ہے

اور انہیں یہ کیوں نہ سمجھایا جائے کہ اگر تمہاری دیکھا دیکھی پاکستان کے دیگر علاقوں نے بھی اپنی اپنی علاقائی زبانوں کو قومی درجہ دلوانے کی کوشش کی تو وہ کیوں کارگر اور بارآور نہیں ہوگی اور اگر خدانخواستہ یہ ہوگیا تو پھر ملک کے مختلف خطوں اور ان میں بسنے والے باسیوں کے درمیان کون سا رابطہ اور اتصال باقی رہ جائے گا ؟ ــــــــ

اور اگر حالات کے تقاضے یہ نہ ہوں اور ہمارے اربابِ فکر اور صاحبانِ اختیار اس کی جرأت وہمت اپنے اندر نہ پاتے ہوں تو پھر کم ازکم اردو کو سرکاری زبان ضرور قرار دے دینا چاہیے کہ قومی زبانیں تو یہ دونوں ہی ہوں کہ اب ہم اس غلطی کے ازالے کی سکت نہیں رکھتے مگر سرکاری دفاتر اور کاروبارِ حکومت میں صرف اردو ہی استعمال کی جائے تاکہ یہ سارے ملک کی مشترکہ زبان بن سکے اور ملک کے تمام علاقوں کے لوگ اسے پڑھنے اور لکھنے اور سمجھنے پر مجبور ہوں وگرنہ یہ قطعاً ناممکن العمل ہے کہ سرکاری زبان تو انگریزی رہے اور مغربی پاکستان کے رہنے والوں کو اس کے علاوہ اردو دو زبانوں کے سیکھنے پر مجبور کیا جائے کہ وہ اردو بھی سیکھیں اور بنگلہ بھی کہ نہ بنگلہ ان کی اپنی زبان ہے اور نہ اردو ــــــــ

ہمارے وہ اٹھارہ دانشور جنہوں نے نورالامین صاحب کی اس تجویز کو سراہتے ہوئے ایک مشترکہ اعلان جاری کیا ہے کہ مغربی پاکستان میں بنگلہ اور مشرقی پاکستان میں اردو کی تعلیم لازمی قرار دی جائے ۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے تفکر وتعقل کی بجائے صرف

جذباتیت اور سطحیت کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کے عملی اور واقعاتی پہلوؤں پر کوئی توجہ نہیں دی۔

ان میں بیشتر وہ اہل علم اور اہل قلم ہیں جن کا ہمارے دلوں میں بے حد احترام ہے اور کئی ایک وہ بزرگ ہیں جن سے ہمیں اول روز سے نیاز حاصل ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے بغیر سوچے سمجھے کیسے اتنی نامعقول بات کہدی۔

کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک پنجابی سرحدی، بلوچی اور سندھی کے لیے بنگلہ سیکھنا انگریزی اور عربی سیکھنے سے کتنا دشوار تر ہے کہ ہم نہ اس کے حروف تہجی سے آشنا ہیں نہ اس کے رسم الخط سے اور ان علاقوں کے لوگوں کا کسی بھی زمانہ میں بنگلہ سے کسی قسم کا بھی تعلق نہیں رہا اور نہ ہی اس زبان میں ہمارا کوئی قدیم سرمایہ ہے اور نہ جدید مسائل اور مشاکل کا حل۔

اور پھر انگریزی کی سرکاری اور بین الاقوامی حیثیت باقی رہتے ہوئے کیا یہ ممکن ہے کہ ایک پنجابی بلوچی، سندھی یا سرحدی اپنی مادری زبان کی نوک پلک درست کرتے ہوئے اردو بھی سیکھے اور بنگالی بھی کہ یہ اس کی قومی زبانیں ہیں اور دونوں میں بُعد المشرقین ہے اور پھر انگریزی کے حصول کی طرف متوجہ ہو کہ یہ اس کے دلیس کی سرکاری زبان ہے جس کے حاصل کیے بغیر مارکیٹ میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ کچھ عربی سے آشنائی پیدا کرے کہ اس کا قرآن اور اس کے آقا و مولےٰ رسول ہاشمی علیہ السلام کی تعلیمات اسی زبان میں ہیں۔ پھر فارسی سے شناسائی نکالے کہ اس کے بغیر اس کے اردو میں حسن اور دلکشی پیدا نہیں ہوسکتی اور یہ سارا کچھ کرنے کے بعد پھر ان علوم کے حصول میں لگے جن کی اس کے ملک اور اس کی قوم کو ضرورت ہے اور جو کشاکش حیات میں اس کے کام آسکتے ہیں۔

کیا یہ دانش سندانِ گرامی منزلت سمجھتے ہیں کہ اتنا سارا کچھ کرنا کسی کے بساط اور بس میں ہوگا اور کیا ان زبانوں کے سیکھنے کے بعد اس کے پاس اتنا وقت اور باقی بچ رہے گا کہ وہ ہندسہ، جغرافیہ، کیمیا، طب اور طبعیات کی طرف توجہ دے سکے اور ان کے مراحل

کو طے کر سکے ؟

اور پھر اس مسئلے کا ایک اور پہلو بھی ہے کہ مغربی پاکستان میں بنگلہ پڑھانے کے لیے اساتذہ کہاں سے آئیں گے؟ ایسے اساتذہ جو اردو بھی جانتے ہوں اور بنگالی بھی۔ اور پھر وہ مسلمان بھی ہوں کہ ایک نظریاتی ریاست میں ابتدائی اور وسطانی درجوں تک کی تعلیم کے لیے اس نظریہ پر یقین رکھنے والے اساتذہ کا وجود انتہائی ضروری ہے کہ وہ بچے کے ذہن پر اثر انداز ہوتے اور اپنے افکار کے نقوش اس پر مرتب کرتے ہیں۔ جبکہ ہماری معلومات کے مطابق خود مشرقی پاکستان میں پرائمری اور مڈل سکولوں کے اساتذہ کی اسی اور پچاسی فیصد تعداد ہندوؤں پر مشتمل ہے اور ان ہی کی "برکات" کے نتیجہ میں وہاں کی نوجوان نسل اسلام اور پاکستان سے برگشتہ ہوئی ہے ——— جب مشرقی پاکستان میں حالت یہ ہے تو مغربی پاکستان میں بنگالی پڑھانے والے اساتذ کہاں سے پیدا کیے جائیں گے ؟ ———

ہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بچپنے سے لے کر اب تک عربی زبان کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا ہے اور عربی مدارس سے لے کر عرب یونیورسٹیوں تک میں عربی کی تعلیم حاصل کی ہے اور پھر ہمیں اس سے ایک جذباتی اور قلبی تعلق بھی ہے لیکن اس کے باوصف ہم نے مجالس و محافل میں ہمیشہ عربی کو قومی زبان بنائے جانے پر اختلاف کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان میں یہ چیز ناممکن الوقوع اور ناممکن العمل ہے کہ پورے پاکستان میں علماء اور مدارس عربیہ کی اس کثرت کے باوصف اور ملکی یونیورسٹیوں میں شعبہ ہائے عربی کے باوجود وہ لوگ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جو عربی لکھ اور بول سکتے ہوں۔ اور تو اور ہم نے یونیورسٹیوں کے شعبہ ہائے عربی کے سربراہوں کو دیکھا ہے کہ وہ عربی میں دو دو ڈاکٹریٹ کرنے کے باوجود عربی کے دو حرف بولتے اور لکھتے ہوئے کپکپانا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے ہونٹوں پر پپڑیاں اور چہروں پر زردیاں جم جاتی [illegible] چھا جاتی ہیں۔

اور جب حالت یہ ہو تو عربی کو قومی زبان قرار دے کر جگ ہنسائی کے سوا اور

کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہوئے بھی عربی کو قومی یا سرکاری زبان قرار دیے جانے کے بارہ میں ہمیشہ حقیقت پسند ہی رہے اور کبھی جذباتیت کا شکار نہیں ہوئے۔ اور اگر عربی جو ہماری مذہبی زبان ہے اور ہماری تابناک ماضی کی روایات کی امین ہے کے متعلق ہماری روش یہ ہے تو بنگلہ کو ہم کیسے قبول کر سکتے ہیں کہ اس سے ہماری عقیدت اور ماضی کی روایات کو بھی کبھی وابستگی اور تعلق نہیں رہا۔

بنا بریں ہم اس حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ پاکستان کی قومی زبان صرف اور صرف ایک ہونی چاہیے اور وہ ہے اردو جو کسی بھی پاکستانی خطہ کی خاص زبان نہیں بلکہ برصغیر کے تمام علاقوں کے مسلمانوں کا اجتماعی ورثہ ہے اور جسے پاکستان کے تمام صوبوں کے لوگ یکساں طور سے جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔

نیز ہم یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ اردو ہی کو سرکاری زبان قرار دیا جائے تاکہ انگریزی کے حصول میں جو وقت ضائع ہوتا ہے اسے دوسرے بنیادی اور ضروری علوم کے حصول میں صرف کیا جا سکے اور ان تمام علوم کو اردو میں منتقل کر کے (کہ یہ اس کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے اور اس کے لیے ہمارے پاس وافر تعداد میں اہلیت رکھنے والے لوگ موجود ہیں) ان کی تدریس و تعلیم اردو میں کی جائے۔

ہمیں امید ہے کہ ہماری معقولیت پر مبنی یہ تجویز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔

کئی روز سے برابر اس قسم کی خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ سرحد اور بلوچستان میں بائیں بازو کی دیوبندی جماعت جمعیۃ علمائے اسلام (ہزاروی گروپ) اقتدار و اختیار کی ہوس میں ملک کی بدنام، لادینی اور غیر اسلامی نظریات رکھنے والی جماعت نیشنل عوامی پارٹی اور اشتراکیت کی علمبردار پیپلز پارٹی سے سمجھوتے اور اتحاد کی گفتگو کر رہی ہے اور عنقریب ہی ان کے درمیان اشتراک عمل کے معاہدے پر دستخط ہو جائیں گے۔

۲۹ ستمبر کے اخبارات میں اسی جمعیت کے سکرٹری اطلاعات اور مغربی پاکستان [illegible]